TQ Lesson 192 Surah Shura Ayat 105-140 tafseer 2
آیت نمبر123۔ كَذَّبَتْ عَادٌ الْمُرْسَلِينَ
ترجمہ۔ عاد نے رسولوں کو جھٹلایا

كَذَّبَتْ عَادٌ الْمُرْسَلِينَ۔ جھٹلایا عاد نے رسولوں کو آپ دیکھئے کہ یہاں سے اب ذکر ہو رہا ہے حضرت ہود علیہ السلام کا اور حضرت ہود علیہ السلام قومِ عاد کی طرف بھیجے گئے تھے اور انبیاء انسانیت کی معراج ہیں ان میں سے ہر ایک کا کردار ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہے مثالی نمونہ ہے اور ان کی شخصیت ان کے کردار اور ان کی باتوں سے، ان کے رویے سے مجھے اور آپ کو اپنی زندگی کے لئے اصول طے کرنے ہیں اپنی زندگی کے اپنے کردار کے خدوخال کا تعین کرنا ہے اب یہاں پر اللہ رب العزت کہہ رہے ہیں کہ جھٹلایا عاد نے رسولوں **کوكَذَّبَتْ** کیا ہے یہ مؤنث ہے اور عاد ایک قوم کا نام ہے تو اللہ تعالی نے قوم کے لئے مؤنث کا صیغہ کیوں استعمال کیا ہمیں تو لگتا ہے قوم مذکر ہے تو عاد کیا ہے ؟عاد ان کے جد اعلی کا نام تھا جس کے نام پر قوم کا نام پڑ گیا اور عاد کو قبیلہ تصور کر کے صیغہ مؤنث لیا گیا ہے جھٹلایا عاد نے**الْمُرْسَلِينَ** مرسل کی جمع ہے **الْمُرْسَلِينَ** مرسل کے معنی کیا ہوتے ہیں؟ بھیجے گئے تو بھیجے کون تھے رسول اور رسول کون ہوتے ہیں ؟اللہ تعالی کے سفیر فرشتے ہوتے ہیں اور رسول ہوتے ہیں تو عاد نے رسولوں کو جھٹلایا اب مرسلین جمع لایا گیا ہے اس کی کیا وجہ ہے کیونکہ ایک رسول کا جھٹلانا درحقیقت تمام رسولوں کا جھٹلانا ہے ایک رسول کی تکذیب تمام رسولوں کی تکذیب ہے تو اس لئے اللہ رب العزت جو ہیں وہ کیا کہتے ہیں **كَذَّبَتْ عَادٌ الْمُرْسَلِينَ** عاد نے رسولوں کو جھٹلایا

آیت نمبر 124۔ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ هُودٌ أَلَا تَتَّقُونَ
ترجمہ۔ یاد کرو جبکہ ان کے بھائی ھودؑ نے اُن سے کہا تھا کیا تم ڈرتے نہیں

إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ هُودٌ أَلَا تَتَّقُونَ۔ جب کہا ان سے ان کے بھائی نے ، حضرت ہود علیہ السلام نے کیا کہا **اَلَا تَتَّقُونَ** اب آپ دیکھئے کہ حضرت ہود علیہ السلام ان کے لئے کوئی اجنبی شخص نہیں تھے قرآن بڑے پیار سے ،بڑی خوبصورتی سے بتاتا ہے **اَخُوهُم** ان کے بھائی تھے گویا کہ قومِ **عَادٌ** حضرت ہود علیہ السلام سے واقف تھی ان کے ماضی سے ان کے حاضر سے ان کے کردار سے وہ انہی کے درمیان پلے بڑے تھے پوری زندگی حضرت ہود علیہ السلام کی ان کے سامنے تھی تو حضرت ہود علیہ السلام ان کے لئے کوئی اجنبی شخص نہیں تھے ،حضرت ہود علیہ السلام کا نام نسب اور علاقہ کیا ہے کہ ہود بن شالخ تو بعض کہتے ہیں کہ حضرت ہود علیہ السلام شالخ کے بیٹے تھے اور مزید آگے جن کا سلسلہ پھر سام بن نوح یعنی حضرت نوح علیہ السلام سے جا کر ملتا ہے حضرت ہود علیہ السلام کا۔ کیونکہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم میں جو گناہ گار تھے، جنہوں نے غلط کام کیے تھے وہ سب ڈوب گئے تھے تو جو لوگ کشتی میں سوار ہوئے تھے انہیں میں سے مزید جب سلسلہ چلا تو یہ لوگ تھے قوم عاد اور حضرت ہود علیہ السلام تو آپ کا نسب اس طرح بھی بتایا جاتا ہے ہود بن عبداللہ لیکن آخر یہ جا کے پھر سام بن نوح آتا ہے اور یہ ایک عربی قبیلہ تھا جو عاد کا قبیلہ تھا اور یہ قبیلہ کہاں آباد تھا عمان اور حضر موت کے درمیان اونچے ریت کے ٹیلے تھے، احقاف وہاں یہ تھا اور یہ علاقہ سمندر کے کنارے پر تھا یہ ایک عظیم قوم تھی کہ حضرتِ ہود علیہ السلام نے کیا کہا **أَلَا تَتَّقُونَ** کہ تم ڈرتے کیوں نہیں ہو تم تقوی اختیار کیوں نہیں کرتے تو اللہ کے اصول اور اللہ تعالیٰ کے احکامات اور قانون کو اپنے زندگی میں نافذ کیوں نہیں کرتے تو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ قوم کیا کام کرتی تھی اور کیسی تھی یہ قوم؟ حضرت ہود علیہ السلام ان کو یہ کہتے ہیں کہ تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے کیوں نہیں ہو؟ کیوں ان کو غور و فکر کی

دعوت دی جارہی ہے اس سلسلے میں آپ دیکھیں قوم نوح کی تباہی کے بعد دنیا میں جس قوم کو عروج ملا ایک پہلے قوم نوح تھی اور اس کے بعد دنیا میں جس قوم کو عروج ملا وہ یہی قوم تھی جیسے سورت الاعراف آیت نمبر 69 دلیل ہے اس کی **وَاذْكُرُوا إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِن بَعْدِ قَوْمِ نُوحٍ** یاد کرو تمہارے اللہ کے اس فضل و انعام کو کہ نوحؑ کی قوم کے بعد اس نے تم کو خلیفہ بنایا تو اللہ تعالی نے اس قوم کو بڑا نوازا تھا عروج ترقی پھر دوسری بات کہ ان کا جسمانی خد و خال کیسا تھا جسمانی حیثیت سے یہ کیسے تھے؟ بڑے تنو مند اور زور آور لوگ تھے یہ بڑے مضبوط جسم والے تھے اس کے لئے دلیل ہے سورت الاعراف کی آیت نمبر 69 **وَزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَسْطَةً** تمہیں جسمانی ساخت میں خوب تنو مند بنایا تو اللہ تعالی نے ان کو بڑے زبردست جسم دیئے تھے اور بڑے یہ ڈیل ڈول والے تھے اور مضبوط جسامت رکھتے تھے کوئی معمولی قسم کے یہ لوگ نہیں تھے پھر آپ دیکھئے کہ جب یہ قوم دنیا میں موجود تھی اور بڑی ترقی یافتہ تھی تو خود قرآن سورت الفجر آیت 8 میں اللہ رب العزیز فرماتے ہیں **الَّتِي لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ (8)** جس کی مانند ملکوں میں کوئی قوم پیدا نہیں کی گئی اور بھی ملک تھے اور بھی قومیں تھیں لیکن کیا تھا کہ دنیا کے ملکوں میں اس قوم جیسی اور قوم کوئی نہیں تھی اور قوم نے عروج کس چیز پر حاصل کیا؟ اس قوم کا تمدن بڑا شاندار تھا اونچے اونچے ستونوں والی بلند و بالا عمارتیں بناتے تھے اور اس خصوصیت میں یہ دنیا میں مشہور تھی اور وہ عمارتیں بھی ایسی تھیں جو بڑی ہی بلند تھیں **أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ (6) إِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ (** 6,7- سورت الفجر) کیاتم نے دیکھا نہیں کہ تمہارے رب نے کیا برتاؤ کیا (6) اونچے ستونوں والے عاد ارم کے ساتھ (7) آپ دیکھ لیجئے کہ **إِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ** تو یہ ستونوں والے تھے اور یہ **عاد إِرَمَ** کہتے ہیں کہ طوفانِ نوح کے بعد سب سے پہلے قومِ عاد جنہیں عاد اولیٰ بھی کہا جاتا ہے تو یہ قوم بڑے بڑے لمبے لمبے اونچے اونچے ستونوں والی عمارتیں بناتی تھی پھر آپ دیکھیں کہ جب ان کو مادی ترقی ملی جسمانی لحاظ سے یہ بڑے مضبوط تھے اور مادی ترقی بھی تھی تو اس چیز نے ان کو بڑا متکبر کر دیا تھا اور ان کو اپنی طاقت کا بڑا گھمنڈ تھا سورت حم السجدہ آیت 15 ہے **فَأَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوا مَنْ أَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً**اور عاد کا حال یہ تھا کہ وہ زمین میں کسی حق کے بغیر بڑے بن بیٹھے اور کہنے لگے "کون ہے ہم سے زیادہ زور آور تو آپ دیکھیں کہ طاقت کا نشہ اور دولت کا نشہ اور ترقی کا نشہ انسان کو کیا کرتا ہے کہ وہ کبر پر آمادہ کرتا ہے تو ان لوگوں نے بھی کبر کیا پھر آپ دیکھئے ان کا جو سیاسی نظام تھا یہ چند بڑے بڑے جبّاروں کے ہاتھ میں تھا کوئی ان کے آگے دم نہیں مار سکتا تھا جیسے سورت ھود آیت 59 میں آپ یہ بات پڑھ چکیں ہیں **وَاتَّبَعُوا أَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ** - انھوں نے ہر جبار دشمن حق کے حکم کی پیروی کی(59)اور اسلام کے مخالف تھے وہ لوگ اور قوم عاد ان کی پیروی کرتی تھی یعنی ظالم لوگ تھے جن کے ہاتھوں میں ان کا سیاسی نظام تھا اچھا پھر ان کا مذہب کیا تھا مذہبی حیثیت کیسی تھی؟ تو مذہبی حیثیت سے اللہ تعالی کی ہستی کے منکر نہیں تھے شرک میں مبتلا تھے اللہ کو مانتے تو تھے لیکن وہ یہ بات مانتے نہیں تھے کہ ایک اللہ کی بندگی کرنی چاہیے اور کہتے ہیں کہ ان کے تین بت تھے جن کے نام **1. صمد 2. ''صُمُوْد'' اور 3. ھباء(ہتار) تھے یا(1. صداء 2. صمود 3.ھباء)** «وَاللہُ اَعْلَمُ» اور یہ ان سے اپنی جو بھی ضروریات تھیں اپنی چیزیں تھیں مانگتے تھے اور اپنے بتوں کو یہ مانتے تھے پھر آپ دیکھئے کہ ایسی قوم ہے اتنی ترقی یافتہ ہے اورحضرت ھود علیہ السلام کہتے ہیں کہ تم ڈرتے کیوں نہیں ہو شرک کر رہے ہو اور وقت کا پیغمبر ان کے درمیان پلا بڑا ہے انہی کا بھائی ہے انہی میں سے ہے انہی جیسا ہے لیکن اللہ کا پیغام لے کر اللہ کی تلوار بن کر اللہ کی دین کی للکار بن کر ان کے سامنے آ کر کھڑا ہو جاتا ہے

آیت نمبر 125- إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ

ترجمہ۔ میں تمہارے لئے ایک امانت دار رسول ہوں

إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ - میں تمہارے لئے ایک امانت دار رسول ہوں آپ دیکھ لیجئے کہ حضرت ھود علیہ السلام انہیں کہتے ہیں کہ میں تمہارے درمیان امانت دار ہوں اور گویا کہ میں امین ہوں میں ایسے ہی نہیں ہوں بلکہ تم مجھے جانتے ہو میری امانت کو میرے معاملات کو میرے کردار کو تو میں تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ داعی کا کردار بڑا کھرا ہوتا ہے۔ داعیانہ کردار جو ادا کرنے والے ہیں داعی جو ہیں میں بھی اور آپ بھی ہماری کیا ذمہ داری بنتی ہے کہ داعی کے فرائض میں سے ہے کہ اس کو اللہ کے حکم اور اللہ کے نبی کی سنت کی حفاظت کرنی پڑتی ہے اور یہ کیسے تھے کہ امانت دار تھے تو ہر نبی امانت دار ہوتا ہے کیسے، اللہ کے پیغام میں وہ کمی بیشی نہیں کرتا اللہ کا پیغام جوں کا توں پہنچاتا ہے ذرہ برابر کمی بیشی نہیں کرتا نہ اس کو کرنے کا حق ہوتا ہے اور نہ ہی وہ کرتا ہے دوسری بات یہ کہ اپنے رویے اور عمل کے اعتبار سے لوگوں کے درمیان بھی امانت دار ہوتا ہے کہ لوگ اگر اس کو چیزیں دیتے ہیں تو اس میں وہ خیانت نہیں کرتا پھر کہتے ہیں

آیت نمبر 126- فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ
ترجمہ۔لہٰذا تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو

کہ لہذا تم اللہ سے ڈرو لہذا تم اللہ کی اطاعت اختیار کرو اور **وَأَطِيعُونِ۔ وَأَطِيعُونِی** تھا ی یہاں گر چکی ہے اور میری بھی اطاعت اختیار کرو تو یہ قوم جو تھی اس نے دنیا میں جب ترقی حاصل کی اور شرک میں مبتلا ہو گئی تھی بڑی قد آور (قد اس کا بڑا لمبا تھا)اور تھی بھی بڑی مضبوط اور اس کے ساتھ ساتھ یہ سرکش تھی کیونکہ ہوتا کیا ہے کہ جب انسان کے پاس دولت ہو یا اس کے پاس کسی چیز میں اللہ تعالی نے اس کو ترقی دی ہو تو اس کے اندر ایک کبر اور ایک غرور پیدا ہو جاتا ہے اب دوبارہ اس کو کہا جا رہا ہے۔ لہذا تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت اختیار کرو۔ تقوی ایمان کی زندگی کی ابتدا ہے اور ایمان کی زندگی کی انتہا بھی ہے اور تمام مسائل پریشانیاں گناہ اور اب تک کی زیادتیاں ہیں ان کا علاج بھی ہے کہ اب پیغمبر ان سے کیا کہہ رہے ہیں کہ میں جو اللہ کا پیغام تمہیں دے رہا ہوں کہ تم ایک اللہ کی بندگی کرو میری اطاعت کرو تو اصل بات کیا ہے کہ میں ہوں اللہ کا رسول اور میں جو بات کہہ رہا ہوں وہ صحیح صحیح سچ سچ تمہیں کہہ رہا ہوں اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت اختیار کرو

آیت نمبر 127- وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ
ترجمہ۔میں اس کام پر تم سے کسی اجر کا طالب نہیں ہوں میرا اجر تو رب العالمین کے ذمہ ہے

میں اس کام پر تم سے کسی اجر کا طالب نہیں ہوں میں نے اس کام پر تم سے کوئی تنخواہ تھوڑی مانگی ہے کوئی معاوضہ تھوڑی مانگا ہے میرا اجر ،میرا معاوضہ تو رب العالمین کے ذمہ ہے آپ دیکھ لیجئے کہ اصل بات کیا ہے

؎ نیت میں ہو خلوص تو منزل ہے دو قدم
غالب ہو مصلحت تو ہر اک مرحلہ طویل

اب پیغمبر ان کے سامنے اعلان کر رہا ہے حضرت ھود علیہ السلام ان کو یہ بات بتا رہے ہیں کہ میں جو تمہیں دعوت دے رہا ہوں ہانکے پکارے اس میں میرا کوئی فائدہ نہیں ہے کیونکہ میں تم سے کچھ مانگتا تو ہوں نہیں میں اللہ کی رضا کی خاطر یہ کام کر رہا ہوں اگر تم نے میری بات کو مان لیا تو تمہارا اپنا ہی فائدہ ہوگا کیونکہ میں یہ جو کام کر رہا ہوں میں ہانکے پکارے کر رہا ہوں اور اس کام

کو کرنے کا مقصد کیا ہے کہ میں اللہ کی رضا چاہتا ہوں **إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ** اور ساتھ ہی پیغمبر کیا کر رہے ہیں ان کو دعوت دے رہے ہیں کہ رب العالمین کی طرف رجوع کرو میں رب العالمین سے مانگتا ہوں تو تم بھی رب العالمین سے مانگو تو کافر قوم ہے مشرک قوم ہے اور ان کے سامنے دعوت حق رکھ رہے ہیں اس طرح کہ ان کے دلوں کے اندر پیوست ہو جائے تو بتا رہے ہیں کہ میں اپنے مشن کو بے لوث ہو کر ادا کر رہا ہوں میں تم سے کوئی اجر تھوڑی مانگتا ہوں اور میں ماننے والا ہوں رب العالمین کا جو سارے جہانوں کا رب ہے

آیت نمبر 128- أَتَبْنُونَ بِكُلِّ رِيعٍ آيَةً تَعْبَثُونَ
ترجمہ۔ یہ تمہارا کیا حال ہے کہ ہر اونچے مقام پر لا حاصل ایک یادگار عمارت بنا ڈالتے ہو

پھر آپ دیکھیئے کہ اب یہاں پر وہ تین خاص باتیں جو ہیں وہ کرتے ہیں اور جو ان کی قوم ہے قوم کے تین افعال کا ذکر کرتے ہیں ان میں سے پہلا کیا ہے **أَتَبْنُونَ بِكُلِّ رِيعٍ آيَةً تَعْبَثُونَ۔ أَتَبْنُونَ (ب ن ی)** کیا تم بناتے ہو کیا تم تعمیر کر ڈالتے ہو **بِكُلِّ رِيعٍ** ہر ریع پر۔ یہ ریع کیا ہے؟**(ر ی ع)** ریع، ریعۃٌ۔ کی جمع ہے اور ایسی زمین جو ربوہ سے اونچی ہو اور سخت ہو **(ر ی ع)** جو ہے حضرت مجاہد رحمتہ اللہ کہتے ہیں دو پہاڑوں کے درمیانی راستے کو بھی کہتے ہیں اب آپ دیکھیں دو پہاڑوں کے درمیان جو راستہ ہوگا تو پہاڑ تو پہلے ہی بلند ہوتے ہیں تو گویا کہ بلند وہ ہوگا اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور جمہور مفسرین سے منقول ہے کہ ریع بلند جگہ کو کہتے ہیں اور اسی سے **ریعُ النبات** نکلا ہے یعنی بڑھنے اور چڑھنے والی نباتات ،نباتات کیا ہوتی ہے بلندی پر چڑھ جاتی ہیں بڑھتی ہیں پھلتی ہیں پھولتی ہیں اس کو بھی کہتے ہیں تو **ریعٌ** جو ہے اس کے معنی ہیں زیادہ ہونا، بڑھنا تو اور ریعۃٌ یہ واحد ہے اس کی جمع کیا ہے ریعٌ اور ریعٌ کی اور جمع بھی ملتی ہے ر یوعٌ ارياعٌ جیسے بعض وقت جمع کی بھی جمع ہوتی ہے۔ تو تم کرتے کیا ہو تم بنا ڈالتے ہو ،تم بناتے ہو تم تعمیر کر ڈالتے ہو**بِكُلِّ رِيعٍ** ہر اونچے مقام پر عام جگہ پر نہیں بلکہ بلند جگہ پر اونچے مقام پر اونچی زمین پر بنا ڈالتے ہو **آيَةً** ایک یادگار یہاں پہ کیا ہے علامت آپ دیکھیں آیت **آيَةً** لفظ استعمال ہوا ہے اس کے معنی کیا ہیں علامت کے ہیں اس جگہ **آيَةً** کے معنی بلند محل کے ہیں مفسرین کیا کہتے ہیں کہ وہ اونچی جگہ پر بلند محل بناتے تھے بلند یادگار عمارتیں تعمیر کرتے تھے چونکہ وہ فن تعمیر کو جانتے تھے تو وہ ہر اونچی جگہ پر **آيَةً** بلند عمارت بلند محل بناتے تھے اور وہ یہ کام کرتے کیوں تھے ایسا کیوں کرنا چاہتے تھے **تَعْبَثُونَ** یہاں پتا چل رہا ہے کہ ان کا یہ فن تعمیر جو تھا اس کا کوئی فائدہ نہیں تھا عبث اس کے معنی کیا ہوتے ہیں فضول بغیر کسی مقصد کے کیونکہ عبث اس کام کو کہتے ہیں جس کا حقیقتاً کوئی فائدہ نہ ہو۔ نہ اس کا حکم ملا ہو اور نہ اس کا حقیقتاً کوئی فائدہ ہو تو گویا کہ بے فائدہ بلند محلات بناتے تھے۔ ایسے محلات بناتے تھے جن کو بنانے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ کیا کہا **أَتَبْنُونَ بِكُلِّ رِيعٍ آيَةً تَعْبَثُونَ** تمہارا حال کیا ہے کہ ہر اونچے مقام پر لاحاصل یادگار عمارت بنا دیتے ہو جیسے بہت سے لوگ یادگار مقبرے ہی بنا دیتے ہیں اور آپ دیکھیں کہ مقبرہ والی ، پکی قبر بنانی نہیں چاہیئے خواہ وہ کسی بادشاہ کی کیوں نہ ہو تو تاج محل یا اور اس طرح کے بڑے بڑے مقبرے اور اونچی اونچی عمارتیں بنانا یہ چیزیں کیا ہے یہ **تَعْبَثُونَ** کی تعریف میں آتی ہیں عبث فضول کوئی ان کا فائدہ نہیں ہے اسی طرح بعض لوگ یادگار عمارتیں بناتے ہیں کسی کا مینار اونچا بنا دیا بارہ دری تعمیر کر دی اور جیسے اہرامِ مصر ہے اور بھی اس طرح کی لوگ یادگاریں بناتے ہیں تو ان یادگاروں کو بنانے کا مقصد کیا ہوتا ہے **تَعْبَثُونَ** کوئی اس کا فائدہ نہیں ہے کوئی مقصد نہیں ہے بلکہ شہرت ہے یا پھر نمود و نمائش ہے یا پھر یہ کہ لوگ واہ واہ کریں تو **تَعْبَثُونَ** سے پتہ چلتا ہے کہ اونچی عمارتیں جو بناتے تھے اس کا مقصد کیا تھا۔ اچھا دوسرا ان کا کام کیا تھا

آیت نمبر 129۔ وَتَتَّخِذُونَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُونَ
ترجمہ۔ اور بڑے بڑے قصر تعمیر کرتے ہو گویا تمہیں ہمیشہ رہنا ہے

ان کا دوسرا فعل بھی فنِ تعمیر سے تعلق رکھتا تھا فنِ تعمیر میں اس قوم کی نظیر کوئی اور نہیں تھی بے مثال قوم تھی اب آپ دیکھیں اب اتنا ہی کافی ہے جو آیت 128 میں کہہ دیا کہ اونچی مقام پر فضول عمارتیں بنا ڈالتے ہو لیکن کیونکہ قرآن ان کے اس عمل کو پسند نہیں کر رہا اس لئے سخت نکیر کی جارہی ہے منع کیا جارہا ہے **وَتَتَّخِذُونَ** اور آپ دیکھیں کہ یہاں پہ شد آئی ہے اور بنا ڈالتے ہو **مَصَانِعَ** جو ہے " **مَصْنَعٌ** " اور " **مَصْنَعَةٌ** " کی جمع بھی ہے اور **مَصَانِعَ** جو ہے وہ **مَصْنَعٌ** کی جمع ہے اور **مَصَانِعَ** یہاں پہ کیا ہے جمع ہے اور ظرف مقام ہے جیسے رہنے کی جگہ تو اب آپ دیکھیں کہ یہ کہتے کس کو ہیں **مَصَانِعَ** یہ **(ص ن ع)** سے ہے اور صنعت کے لئے آتا ہے ،کسی چیز کو بنانے کے لئے آتا ہے تو مفسرین کہتے ہیں کہ یہاں اس سے مراد قلعے بھی ہیں اور گڑھیاں بھی جو مضبوط بنائی جاتی ہیں اسی طرح اس سے مراد محل بھی ہیں اور اس سے مراد عمارتیں ہیں اور ایسی عمارتیں ایسے محل جو بڑے مضبوط ہوں اور بلند ہوں **لَعَلَّكُمْ** **لَعَلَّ** جو ہے امام بخاری کہتے ہیں صحیح بخاری کی یہ روایت ہے وہ کہتے ہیں **لَعَلَّ** یہاں پہ تشبیہ کے لئے آیا ہے تو اگر تشبیہ کے لئے آئے تو اس کے معنی کیا ہوتے ہیں کہ لَعَلَّ جو ہے شاید کے معنی یہاں پہ نہیں دے رہا بلکہ کیا ہے گویا کہ تمہیں رہنا ہے لَعَلَّ کے معنی یہاں پہ کیا ہیں؟ گویا کہ تم کو رہنا ہے **تَخْلُدُونَ** ہمیشہ اس قوم کی عمریں کافی زیادہ تھیں جسمانی مضبوطی بھی تھی توانائی بھی تھی اور لمبی لمبی عمریں لیکن اس کے باوجود اللہ تعالی کیا فرماتے ہیں کہ کتنا بھی جیوگے کتنے بھی مضبوط محل بناؤ گے **لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُونَ** گویا کہ تم کو اس میں ہمیشہ رہنا ہے کبھی تم مروگے ہی نہیں اور حضرت عبداللّٰہ بن عباس رضی اللّٰہ عنہ کہتے ہیں **لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُونَ** اس کے معنی یہ ہیں گویا کہ تم اس میں ہمیشہ رہو گے تو اصل بات کیا ہے کہ تم یہ سمجھتے ہو کہ تمہیں موت ہی نہیں آنی اور تم نے مرنا ہی نہیں ہے تو تم اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہو تو یہاں پر بھی جو اشارہ ہے وہ کیا ہے کہ تم یہ سمجھتے ہو کہ نہ تمہارے محلات کو فنا ملے گا یعنی نہ وہ فانی ہے نہ تم فانی ہو تم ہمیشہ رہو گے اچھا تیسرا ان کا عمل کیا تھا

آیت نمبر 130۔ وَإِذَا بَطَشْتُم بَطَشْتُمْ جَبَّارِينَ
ترجمہ۔ اور جب کسی پر ہاتھ ڈالتے ہو جبّار بن کر ڈالتے ہو

اور جب تم پکڑتے ہو کسی کو **جَبَّارِينَ** جبار بن کر پکڑتے ہو اب آپ دیکھیں کہ **بَطَشْتُم** کافی ہے۔ **بَطَشْتُم (ب ط ش)** اس کے معنی کیا ہوتے ہیں کسی کی سخت گرفت، کوئی کسی کو پکڑے تو مضبوطی سے پکڑے، کوئی غالب ہو اور وہ اپنی قوت کے ساتھ اپنی **صولت**(رعب**)** کے ساتھ اور اپنی حاکمیت کے ساتھ وہ زمین میں فساد پیدا کرے حملہ کرے کسی پر ٹوٹ پڑے اور **بَطَشْ** ایسی گرفت کو کہتے ہیں جس میں رحم نہ ہو تو کیا ہے۔ **وَإِذَا بَطَشْتُم بَطَشْتُمْ** اور دو دفعہ یہ صیغہ استعمال ہوا ہے یہ مبالغے کے لئے ہے کہ تم جب کسی کو پکڑتے ہو اس پر ہاتھ ڈالتے ہو اس کی گرفت کرتے ہو **جَبَّارِينَ** اور اب یہ بھی مبالغے کے لئے ہے **جَبَّارِينَ** **جَبار** کی جمع ہے تو تم جبار بن جاتے ہو گویا کہ تمہیں اپنا صرف میعارِ زندگی بُلند کرنے کی فکر ہے اسی میں تم مبالغے سے کام لے رہے ہو تمہیں ایک ہی کام ہے کہ مکان اونچے ہونے چاہیئں اونچے بڑے بڑے اور تمہیں اس بات کی کوئی فکر نہیں ہے کہ معیار انسانیت گرتا جا رہا ہے تو معیار انسانیت کا حال کیا ہے کہ تمہارے دلوں میں غریبوں کے لئے کوئی رحم نہیں ہے تم غالب ہو تم حاکم ہو محکوموں کے لئے،

مغلوبین کے لئے تمہارے اندر کوئی رحم نہیں ہے تم انصاف نہیں کرتے جو ضعیف، کمزور، غریب گرے پڑے لوگ ہیں جو پست طبقہ سے تعلق رکھنے والے ہیں وہ تمہارے ظلم و ستم کی چکی میں پس رہے ہیں۔ **وَإِذَا بَطَشْتُم بَطَشْتُمْ جَبَّارِينَ** تو گویا کہ تمہاری جو حرکتیں ہیں تمہاری سرگرمیاں ہیں وہ کیا ہیں کہ تم جبار ہو اور اللہ کی زمین میں فساد کرتے ہو تو آپ دیکھئے کہ ان کے تین فعل تھے جو کہ یہاں پہ سامنے لائے جا رہے ہیں کہ یہ تمہارے کیسے عمل ہیں کہ فن تعمیر میں مہارت ہے یادگار محل بناتے ہو گڑھیاں قلعے رہائشی گھر اونچے اونچے خوبصورت بناتے ہو اور بس یہی تمہاری زندگی کا کام ہے اور بعض ایسے لوگ ہیں کہ بس گھر بنانے کا بہت شوق ہے اور کئی گھر بنا رہے ہیں ایک امریکہ میں ہونا چاہیے اور ایک مری میں ہونا چاہیے جب ہم گرمیوں میں وہاں پہ جائیں گے ایک کراچی میں ہونا چاہیے ایک لاہور میں ہونا چاہیے تو گھر بناتے ہیں اور سامان سے بھرے ہوئے ہیں اور اس کے بعد نہ سامان کھولنے کی مہلت ملتی ہے نہ توفیق ہوتی ہے اور نہ ہی وہاں پہ جا کر رہنے کی بھی ہوتی ہے تھوڑے دن بھی جا کر رہنا اپنا تو گھر ہونا چاہیے پھر میں جاتی ہوں پھر میں اپنا گھر کھولتی ہوں پھر میں وہاں پہ اپنے گھر میں ایک دعوت کرتی ہوں پھر اس طرح لوگوں کو پتہ چلتا ہے اور کچھ چیزیں اس میں باہر کی ہوتی ہیں تو ایک ہی غم لگا ہوا ہے پہلے اس گھر کو بنانے کا پتہ نہیں فرائض ادا کیے کہ نہیں حج کیا کہ نہیں اور رشتہ داروں کے حقوق، اللہ کے حقوق، حقوق اللہ اور حقوق العباد میں کہاں کتنی ڈنڈی ماری پھر اس کے بعد یہ کہ اس کو گھر کو سجانا بنانا پھر دکھانا پھر دکھانے میں اور سجانے میں دوسروں پر فخر کرنا تو **تکاثر** یہ بیماری پائی جاتی ہے اور آپ دیکھ لیجئے کہ یہاں ان آیتوں سے کیا پتہ چلتا ہے بلا ضرورت گھر عمارتیں بنانا اس کی اللہ تعالیٰ نے مذمت کی ہے بلا ضرورت اور ایسے گھر اور گھروں کے اندر ایسی چیزیں اور ایسی تعمیر کے جس میں دکھاوا مقصود ہو اونچے اونچے بنانا یا دوسروں کے گھروں کی نسبت ہمارے اتنے اچھے ہوں کہ لوگ واہ واہ کر جائیں واقعی پتہ چلے لوگوں کے کہ کوئی باہر رہتا ہے باہر کا پیسہ ہے ڈالر ہے درہم ہے دینار ہے تو آپ دیکھ لیجئے رسول اللہ ﷺ کی ہمیں وہ **مفہوم حدیث** ملتی ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ جس کے راوی ہیں اور یہ ترمذی کی روایت ہے کہ" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ عمارت جو ضرورت سے زائد بنائی گئی ہو اس میں کوئی بہتری اور بھلائی نہیں ہے "۔ اب دیکھ لیجئے کہ اگر عمارت ہم نے بنائی ہے اس کی ضرورت نہیں ہے ضرورت سے بڑھ کر ہے زائد ہے تو پھر اس میں آپ نے فرمایا کوئی بہتری اور بھلائی نہیں ہے **مفہوم حدیث۔** اسی طرح حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت بھی ہے ابو داؤد نے اس کو روایت کیا ہے" آپ نے فرمایا ہر تعمیر صاحب تعمیر کے لئے مصیبت ہے مگر وہ عمارت جو ضروری ہو وہ وبال نہیں ہے" اور اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ عمارت جو ضروری ہو جس کے بغیر گزارہ نہ ہو تو وہ وبال نہیں ہے تو بغیر کسی صحیح غرض کے بلند عمارت بنانا اونچی اونچی بنانا زیادہ بنانا اور یہ کیا ہے یہ ہماری شریعت میں بھی بری ہیں ان کی مذمت کی گئی ہے اور یہ ناجائز ہیں تو آپ دیکھ لیجئے ہم سب کو اپنی زندگیوں کا جائزہ لینا چاہیے بعض لوگوں کو بڑے بڑے گھر بنانے کا بڑے بڑے گھر لینے کا شوق ہوتا ہے اور کتنے کمرے ایسے ہوتے ہیں کہ کبھی کھلتے ہی نہیں ہیں اور اتنے بڑے بڑے گھروں کی صفائی سجاوٹ میں ہی وقت گزار دیتے ہیں کہ فرض نمازیں قضاء ہونے لگتی ہیں تھک جاتے ہیں اپنے آپ کو ہلکان کر لیتے ہیں انہیں کے پیچھے بھاگتے ہیں اور آپ ایک بات یاد رکھیے گا میں اپنے آپ کو بھی یہ بات ہمیشہ کہتی ہوں کہ میں بھی اس بات کو یاد رکھوں کہ گھر ایک کمرے کا ہو تو بھی گزارا ہوتا ہے پھر چلو ضرورت ہے تو دو کا لے لیا اور ضرورت ہے تین کا لے لیا اور آپ بڑھاتے چلے جائیں چار کا پانچ کا چھ کا وہ بھی تنگ پڑ جاتا ہے وہ بھی کم پڑ جاتا ہے اور پھر دل یہ کہتا ہے کہ **"ھل من مزید"** اور بڑا ہو سکتا ہے کیونکہ میری ضرورتوں کو پوری نہیں کر رہا تو یہ جو نفس ہے نا اس کی ایک

خواہش پوری کرو تو یہ دوسری کے لئے ٹانگ پھیلاتا ہے پاؤں بسارتا ہے آپ دوسری پوری کریں گے تو تیسری کے لئے بسورے گا اس کا کوئی اختتام نہیں ہے

ے ہزاروں خواہشیں ایسی ہیں کہ ہر خواہش پر دم نکلے
بہت نکلے میرے ارماں لیکن پھر بھی کم نکلے

تو بعض لوگوں کو کپڑے جمع کرنے کا شوق ہے ٹائیاں جمع کرنے کا شوق ہے چالیس پچاس ٹائیاں ہیں اور چالیس پچاس قمیضیں ہیں اور اس کے بعد یہ کہ مجھے قمیض لینی ہے میرے پاس کپڑے نہیں ہیں الماری میں جگہ نہیں ہے پہننے کی فرصت نہیں ہے اور پتہ نہیں ہے کہ کونسی ہے کونسی نہیں ہے تو اللہ ان کا حساب تو لے گا نا اسی طرح بعض لوگوں کو جوتے جمع کرنے کا بہت شوق ہے ایک عورت کہنے لگی کہ میری والدہ کو جوتے جمع کرنے کا بڑا شوق تھا خوبصورت بہترین جوتے اور پھر وہ بوڑھی ہو گئیں پھر بیمار ہو گئیں پھر آخری وقت تھا جوتوں کو یاد کرتیں تھیں اور جن چیزوں کو آپ جمع کرتے ہیں بڑے شوق سے بڑی محبت سے پھر آپ ان کو یاد بہت کرتے ہیں تو کیا چیزیں پھر ہم جمع کریں نیکیوں کو جمع کریں عمل صالح ویسے بھی یہ ذوالحج کا مہینہ ہے اس کے پہلے دن ہیں ابتدائی دن ہیں اور آپ کو پتہ ہے عشرہ ذوالحج کی عبادت اللہ تعالی کے ہاں بڑی مقبول ہے اللہ کو بڑی پسند ہے **مفہوم حدیث۔** عشرہ ذوالحج کے دنوں کی نیکیاں عملٌ صالح اللہ کو اتنے پسند ہیں کہ" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اور کوئی عمل نہیں اور صحابہ نے پوچھا کہ اللہ کے نبی ﷺ **جہاد** فی سبیل اللہ بھی نہیں تو آپ نے فرمایا کہ نہیں الا یہ کہ جہاد پر جانے والا کچھ بھی لے کر واپس نہ آئے خود شہید ہو جائے اور مال اس کا سارا ختم ہو جائے بس تو وہ اس کے برابر اجر پا سکتا ہے ورنہ نہیں" یعنی ان دنوں میں زیادہ سے زیادہ نیکیاں کرنا چاہئے تو اور ویسے بھی یہ جو روزوں میں نیکیاں کی جائیں یا عشرہ ذوالحجہ میں کی جائیں تو دراصل یہ تربیت ہوتی ہے مختصر تربیت پھر جس کے بعد لمبے عرصے کا منصوبہ کہ ایک مہینے کی تربیت رمضان کی تو گیارہ مہینے اس کے اثرات نظر آنے چاہیے پھر روزوں کے بعد تھوڑے ہی دن گزرے ہیں پھر عشرہ ذولحجہ حج کا مہینہ عبادت کا مہینہ تاکہ پھر ہماری تربیت ہو جائے پھر سے ہماری صفائی ہو جائے دل کے اندر جو کینہ کدورت منافقت حسد آگیا ہےاس کی بھی صفائی ہو جائے اور جو جالے لگے ہیں دل میں وہ بھی اتار لئے جائیں دنیا کی محبت کے ہیں یا کسی اور چیز کے ہیں تو بہرحال آپ دیکھ لیں کہ ایسی عمارتیں بنانا تو یہ کیا ہے فضول ہیں اور دو باتیں تو ان کی فن تعمیر سے متعلق تھیں اور کہتے ہیں ولید جو بنو امیہ کا بادشاہ تھا اس کو بڑی بڑی عمارتیں بنانے کا بڑا شوق تھا اور ایک بادشاہ تھا بنو امیہ کا سلیمان یہ عورتوں کا بڑا دلدادا تھا عورتوں کا بڑا شوقین تھا تو کوئی عورتوں کا ہوتا ہے کوئی عمارتوں کا ہوتا ہے کسی کو کتوں کا شوق ہوتا ہے کسی کو جوتوں کا شوق ہوتا ہے کسی کو فرنیچر کا کسی کو کپڑوں کا لیکن کہتے ہیں کہ حضرت حسن بصری رحمت اللہ علیہ اور اسی طرح رابعہ بصری رحمت اللہ علیہ پھر آپ دیکھیں حضرت عبداللہ بن مبارک رحمت اللہ علیہ اور بھی ایسے جو نیک لوگ تھے کہتے ہیں یعنی ان کا جب دور آیا اور بھی جو سلف صالحین تھے نیک تھے تو لوگوں میں نیکیوں کا شوق پیدا ہو گیا تو نیکیوں کو عام کریں علم کو عام کریں صدقات خیرات لوگوں کو معاف کر دینا تو اصل بات یہ ہے کہ جیسے دوست ہوتے ہیں جیسی صحبت ہوتی ہے لوگ بھی پھر ویسے ہی کام کرنے لگتے ہیں تو ہمیں کیا کرنا ہے نیکیوں کا شوق پیدا کرنا ہے اور یہ جو لوگوں پر ظلم و ستم کرنا اس کی بھی اللہ تعالی نے یہاں پر نفی کی ہے بڑی سختی کے ساتھ کہا ہےکہ تم زمین میں فساد کرتے ہو

آیت نمبر 131۔ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ
ترجمہ۔ پس تم لوگ اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو

پس تم لوگ اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو تو حضرت ہود علیہ السلام کی تقریر میں کتنی دفعہ تقویٰ آگیا تین دفعہ آگیا شروع میں بھی شرک کو چھوڑ کر تقویٰ اختیار کرو پھر میں جو بات کر رہا ہوں صحیح بات کر رہا ہوں امانت دار ہوں پھر کہا کہ تقویٰ اختیار کرو میری بات مان لو اللّٰہ اور اللّٰہ کے رسول کی اطاعت پھر تیسری بات کہ کیسے کام کرتے ہو کیا ہے تمہارا زندگی کا مقصد ؟ پھر کہا کہ تم تقویٰ اختیار کرو اور اب چوتھی دفعہ پھر آیت کی ابتداء تقویٰ سے ہو رہی ہے

آیت نمبر 132۔ وَاتَّقُوا الَّذِي أَمَدَّكُم بِمَا تَعْلَمُونَ
ترجمہ۔ڈرو اُس سے جس نے وہ کچھ تمہیں دیا ہے جو تم جانتے ہو

وَاتَّقُوا الَّذِي اور ڈرو اس اللہ سے ڈرو اس رب کی اطاعت کرواس رب کی **أَمَدَّكُم بِمَا تَعْلَمُونَ** کہ اُس رب نے **أَمَدَّكُم** کے معنی یہ ہیں کہ وہ رب جس نے تمہیں نوازا ہے وہ رب جس نے تمہیں دیا ہے **أَمَدَّكُم** اس کے معنی کیا ہیں ویسے تو (**م د د**) کے معنی کیا ہوتے ہیں مدد کرنا پھیلانا لمبا کرنا تو اس سے مراد کیا ہے کہ وہ رب جس نے تمہیں دیا ہے وہ رب جس نے تمہیں نوازا ہے تو ایک طرف تمہارا کردار اور برا اخلاق ہے تم جابر اور ظالم ہو اور یہ برا اخلاق ایمان اور اطاعت کے راستے میں رکاوٹ بنتا ہے اور دوسری طرف دیکھو کہ اللّٰہ کی عنایتیں کہ وہ رب جس نے تمہاری امداد کی ہے تمہیں نوازا ہے بڑا دیا ہے اور کیا نوازا ہے **بِمَا تَعْلَمُونَ** تم علم رکھتے ہو تمہیں خوب پتہ ہے تم جانتے ہو اپنے رب کو کہ تمہیں دے رہا ہے اور کیا کیا دے رہا ہے کیا کیا دیا

آیت نمبر 133۔ أَمَدَّكُم بِأَنْعَامٍ وَبَنِينَ
ترجمہ۔تمہیں جانور دیے، اولادیں دیں

اس نے تمہاری مدد کی مویشیوں سے جانوروں سے تمہیں اس رب نے گائے بھی دی بیل بھی دیئے بکری بھیڑ ہر طرح کے مویشی اس نے تمہیں نوازے تو اللّٰہ کی نعمتوں پر غور کرو کہ اس رب نے تمہیں اتنا مال دیا اتنا تمہیں نوازا **وَبَنِينَ** یہاں پہ خاص طور پر بیٹوں کا ذکر آیا ہے تو قومیں اور لوگ اور قبیلے بیٹوں پر ہمیشہ بڑا فخر کرتے رہے تو ایک معنی کیا ہیں کہ تمہیں اللّٰہ نے بیٹوں سے نوازا بڑا تمہیں دیا دوسرے معنی کیا ہیں کہ تمہیں اللّٰہ نے اولاد دی تو **بَنِينَ** بیٹوں کے لئے بھی آتا ہے اور **بَنِينَ** سے مراد اولاد بھی ہوتی ہے تو اللّٰہ تعالی کی تم پر کرم نوازی ہے یہ اللّٰہ تعالی کی تم پر نوازشیں ہیں کہ اللّٰہ تعالی نے تمہیں مال بھی دیا اور پھر اولاد بھی کیونکہ بعض اوقات یہ ہوتا ہے مال تو ہو اور اولاد ہی نہ ہو تو کیا ہوتا ہے کہ گھروں میں لڑائیاں جھگڑے ہی ہوتے رہتے ہیں تو پھر تیسری بات یہ ہے

آیت نمبر 134۔ وَجَنَّاتٍ وَعُيُونٍ
ترجمہ۔ باغات دیے اور چشمے دیے

کہ **وَجَنَّاتٍ** اور تمہیں اس نے باغات سے نوازا تمہیں اس نے باغ دیئے اور آپ دیکھیں کہ مویشی ہیں اولاد ہیں اور پھر اس کے ساتھ باغات بھی ہوں تو کتنی بڑی بات ہے کتنی خوبصورت بات ہے کہ باغات سے بھی اللّٰہ تعالی نے نوازا **وَعُيُونٍ** عین کی جمع ہے اور معنی کیا ہیں اور چشمے دیئے اب دیکھیں کہ ایک طرف مویشی چل پھر رہے ہیں اور ان کی ایک رونق ہے صبح کے وقت مویشیوں کا جانا شام کے وقت آنا وہ ایک تجارت ہے وہ ایک پیشہ ہے اور دوسری طرف باغات ہیں مویشیوں کے چرنے کے لئے پھر اولاد ہے تو بچوں کے کھیلنے کے لئے اور اس کے ساتھ چشمے بھی ہیں پھر

پانی بھی ہے تو محلات بنا رہے تھے سر چھپانے کے لئے جھونپڑی بھی کافی ہوتی ہے رہنے کے لئے عام گھر بھی کافی ہوتے ہیں مضبوط ہوں لیکن ایسے مضبوط بنانا اور ایسے بڑے بڑے بنانا کہ تمام وسائل اس کے اندر لگا دیے جائیں تو یہ چیز اللہ تعالیٰ کو مطلوب نہیں ہے **وَجَنَّاتٍ وَعُيُونٍ** اور آپ دیکھ لیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے جو نعمت سے نوازا ہے اس میں چار کا خاص طور پر یہاں پہ ذکر کیا جانور کا تو ہو سکتا ہے کہ جو کچھ بھی وہ کام کرتے تھے تو ان کے پاس جانور تھے اور بہت زیادہ مویشی تھے جیسے تجارت کے ساتھ آپ زراعت کا کام کریں کیونکہ ساتھ ہی باغات کا بھی ذکر ہے پھر اولاد بھی ہے پھر چشمے بھی ہیں تو زمینوں کو سیراب کرنے کے لئے پینے کے لئے پانی جانوروں کو پلانے کے لئے اور گھر بنانے کے لئے تو خوب اللہ تعالیٰ نے ان کو دیا تھا تو ان انعامات کا ذکر کر کے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

آیت نمبر 135- إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ
ترجمہ- مجھے تمہارے حق میں ایک بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے"

إِنِّي أَخَافُ بے شک مجھے یہ خوف ہے میں ڈرتا ہوں **عَلَيْكُمْ** تمہارے بارے میں کہ تم پر کہیں **عذاب یومٍ عظیم** نہ آجائے تو **يَوْمٍ عَظِيمٍ** کہیں بڑے دن کا عذاب تم پر آ نہ جائے تو تمہارے رویوں سے تمہارے عملوں سے مجھے یہ ڈر لگ رہا ہے کہ کہیں بڑے دن سے مراد ہولناک دن کا عذاب تم پر آ نہ جائے تو ان کو کیوں ایسا محسوس ہوتا تھا کہ تم پر **عذاب یومٍ عظیم** نہ آ جائے اس لئے کہ اتنی نعمتیں پا کر وہ قوم نا شکری کر رہی تھی وہ قوم جبار بن کر جی رہی تھی
وَإِذَا بَطَشْتُم بَطَشْتُمْ جَبَّارِينَ اور وہ اپنا وقت اپنے وسائل اپنی قوتیں اور صلاحیتیں گھر بنانے پر خرچ کر رہی تھی اور اللہ تعالیٰ نے یہ چیزیں ان کو دنیا کے اندر جو دیں تھیں بطورِ امتحان دیں تھیں نہ کہ بطورِ استحقاق دیں تھیں ان کا حق تھوڑی تھا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بطورِ انعام کے دیں تھیں وہ بولے

آیت نمبر 136- قَالُوا سَوَاءٌ عَلَيْنَا أَوَعَظْتَ أَمْ لَمْ تَكُن مِّنَ الْوَاعِظِينَ
ترجمہ- انہوں نے جواب دیا "تو نصیحت کر یا نہ کر، ہمارے لئے یکساں ہے

سَوَاءٌ عَلَيْنَا ہمارے لئے برابر ہے برابر ہے ہم پر **أَوَعَظْتَ** کہ تُو نصیحت کرے **(و ع ظ)** سے ہے اس کے معنی ہے کہ تُو نصیحت کرے تُو وعظ کرے **أَمْ لَمْ تَكُن** یا نہ تُو ہو **مِّنَ الْوَاعِظِينَ** نصیحت کرنے والوں میں سے ہمیں کوئی فرق نہیں پڑتا چاہو تم نصیحت کرو اور چاہو تم نصیحت نہ کرو ہمارے نزدیک دونوں باتیں برابر ہیں اچھا اب آپ دیکھیں کہ اگر آپ آیات 134 تک دیکھیں تو ان کو ترغیب دلائی ہے کہ کیا کیا نعمتیں ہیں اللہ نے تمہیں دی ہیں تو تم اللہ کی بندگی کرو تو ان کو ترغیب دلا رہے ہیں اور اس کے بعد اگر آپ غور کریں تو پھر کیا کرتے ہیں کہ ان کو عذاب سے بھی ڈراتے ہیں یعنی ترہیب بھی ہے کہ ان کو ڈرا بھی رہے ہیں۔ اور آپ دیکھیں کہ اس قوم کا رویہ کیسا تھا وہ قوم کیسی سرکش تھی بجائے اس کے کہ اپنے رویے کو تبدیل کرتی الٹا تلخی سے جواب دیتی ہے بد تہذیبی سے جواب دیتی ہے اور کہتی ہے کہ مرضی ہے تمہاری چاہو ڈراؤ چاہے نہیں ڈراؤ ہمیں کوئی نہیں فرق پڑتا ہمیں اس کی کوئی ضرورت بھی نہیں ہے

آیت نمبر 137- إِنْ هَٰذَا إِلَّا خُلُقُ الْأَوَّلِينَ
ترجمہ- یہ باتیں تو یوں ہی ہوتی چلی آئی ہیں

اور پھر اس کے بعد وہ کہتے ہیں کہ **إِنْ هَٰذَا** اور کچھ بھی نہیں ہے اِلَّا مَگر **خُلُقُ الْأَوَّلِينَ** یہ باتیں اگلے لوگوں کی ہیں یہ باتیں تو یوں ہی ہوتی چلی آئی ہیں اب آپ دیکھ لیں کہ یہاں پہ لفظ آیا ہے **خُلُقُ** کا خُلُق یہ جمع ہے اخلاق کی اور اس کے دو معنی ہیں اگر خ پر فتحہ لی جائے زبر لی جائے تو اس کے معنی ہیں کہ پہلے لوگوں کی گھڑی ہوئی باتیں تو اب جو ہیں وہ کیا کہتے ہیں کہ یہ جو کچھ ہم کر رہے ہیں تو ہم کوئی نئی بات تھوڑی کر رہے ہیں یہ **الْأَوَّلِينَ** اَوَّل کی جمع ہے کہ جو پہلے لوگ ہیں وہ بھی یہی کرتے رہے ہیں تو یہ جو باتیں ہم کر رہے ہیں یہ جو عمل ہم کر رہے ہیں یہ پہلے لوگوں کی گھڑی ہوئی باتیں ہیں اور یہ بھی ان کا مطلب تھا کہ آپ جو باتیں سناتے ہیں یہ خود آپ کی بنائی ہوئی باتیں ہیں جنہیں آپ نے گزشتہ زمانے کی کتابوں سے اخذ کر لیا ہے یہ باتیں تو یوں ہی ہوتی چلی آ رہی ہیں تو ایک اس کے معنی یہاں پہ کیا ہیں کہ جو باتیں ہم کر رہے ہیں یعنی اُونچے اُونچے گھر بنانا اور ہمارے اخلاق ہمارے معاملات تو ہم یہ کوئی نئی بات تھوڑی کر رہے ہیں ہمارے باپ دادا یہی کرتے رہے اور اسی کے دوسرے معنی کیا ہیں کہ تم جو باتیں کر رہے ہو یہ اخلاق کی باتیں اور یہ مذہب کی باتیں اور یہ توحید کی باتیں تو پہلے بھی دنیا میں گاڑی چلتی رہی ہے ایسا ہی ہمارے باپ دادا کرتے رہے ہیں تو تمہاری باتیں بھی ہوتی رہیں اور ہمارے کام بھی ہوتے رہے تو ایک معنی خلق کے کیا ہیں یہ پہلے لوگوں کی گھڑی ہوئی باتیں ہیں کیا مطلب ہمارے باپ دادا نے جو باتیں کیں وہی ہم کر رہے ہیں اور جو پہلے پیغمبروں نے باتیں کیں وہی تم کر رہے ہو دوسرے معنی خلق خ پر پیش ہے ضمہ ہے کہتے ہیں خلق جو ہے اس سے مراد دین ہے امام بخاری رحمت اللّٰہ نے خلق سے مراد دین لیا ہے کہ وہ یہ کہنے لگے کہ ہم لوگ جس دین پر ہیں یہ ہمارے آباؤ اجداد اور بزرگوں کا دین ہے ہم اسے نہیں چھوڑیں گے ہم اس پر مضبوطی سے قائم رہیں گے تو ایک طرف کہنے لگے کہ تم وعظ اور نصیحت کرو یا نہ کرو کوئی فرق نہیں پڑتا دوسرا جواب کیا تھا کہ یہ باتیں تو یوں ہی ہوتی چلی آئی ہیں یعنی باپ دادا کے زمانے سے یہ ہوتی رہیں ان کا یہی دین تھا ان کا یہی عمل تھا اس زمانے میں پیغمبر یہی بات کرتے رہے جو آج تم کر رہے ہو ہم بھی وہی کرتے چلے آئیں گے تو گویا کہ وہ باپ دادا کی اندھی تقلید کرتے تھے
اور انہوں نے جواب دیا

آیت نمبر 138- وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ
ترجمہ.اور ہم عذاب میں مُبتلا ہونے والے نہیں

اب یہاں وہ کیا کہتے ہیں کہ ہر زمانے میں ہر نبی نے عذاب سے ڈرایا ہے اور وہ لوگوں کو یوں ہی ڈراتارہا اور تم بھی ہمیں ڈرا رہے ہو تو پھر ہم پر کوئی عذاب نہیں آنے والا اور یہاں پر آپ دیکھیں **مُعَذَّبِينَ** معذب کی جمع ہے **مُعَذَّبِينَ** تو ہم پر کوئی نہیں عذاب آنے والا یہ بس ایسی ہی بات ہے
فَكَذَّبُوهُ فَأَهْلَكْنَاهُمْ ۗ **فَكَذَّبُوهُ** پھر ان سب نے پیغمبر کو جھٹلا دیا ہُ کی ضمیر کون سے پیغمبر کی طرف ہے حضرت هود علیہ السلام کی طرف پھر ہم نے ان کو ہلاک کر دیا ہم نے ان کو تباہ کر دیا

آیت نمبر 139- إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ
ترجمہ۔ آخرکار انہوں نے اُسے جھٹلا دیا اور ہم نے ان کو ہلاک کر دیا یقیناً اس میں ایک نشانی ہے، مگر ان میں سے اکثر لوگ ماننے والے نہیں ہیں

بےشک اس میں ایک نشانی ہے اس میں ایک عبرت ہے اور اکثر ان میں سے ایمان لانے والے اور ماننے والے نہیں تھے

آیت نمبر 140-   وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ
ترجمہ۔ اور حقیقت یہ ہے کہ تیرا رب زبردست بھی ہے اور رحیم بھی

اور حقیقت یہ ہے کہ تیرا رب عزیز ہے اور رحیم ہے زبردست ہے غالب ہے کس چیز پر زبردست ہے؟ عذاب دینے پر اس پر بھی وہ قدرت رکھتا ہے اور اس کے ساتھ اگر اس نے مہلت دی ہے تو وہ رحیم ہے اگر تم غلطیوں پر معافی مانگو تو اللہ تعالیٰ تمہیں معاف کردے گا تو آپ دیکھ لیجئے کہ اب اللہ تعالیٰ یہ بات بتا رہے ہیں کہ یہ قوم باز نہ آئی اس نے عبرت حاصل نہ کی اور پیغمبر کے جھٹلانے پر اڑی رہی اس پر بضد رہی پیغمبر ان کو جھنجوڑتا رہا اور یہ لوگ جو تھے وہ جھٹلاتے رہے اور جو قومیں بھی جھٹلاتی ہیں تو پھر ان کا انجام کیا ہوتا ہے یہ جو موجودہ عمان اور یمن کے درمیان کا علاقہ ہے وہ اس قوم کا علاقہ تھا اور اس قوم نے خود سے کہا کہ ہم پر کوئی عذاب آنے والا نہیں ہے اور اس کے بارے میں اللہ رب العزت کیا فرماتے ہیں کہ سورت الحقاف میں انہوں نے مطالبہ کیا پیغمبر سے اگر تو سچا ہے تو وہ عذاب لے آ جس کا تو ہم سے وعدہ کرتا ہے پھر ان پر عذاب آیا ان کو ہلاک کر دیا کیسے؟ اللہ تعالیٰ سورت الحاقہ میں کہتے ہیں آیت نمبر 7 میں **سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَثَمَانِيَةَ أَيَّامٍ حُسُومًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيهَا صَرْعَىٰ كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ (7)** اللہ نے ان کو 7 رات اور 8 دن لگا تار اُن پر چلائے رکھا کیا اللہ تعالیٰ نے چلائے رکھا؟ ایک آندھی تھی مسلسل ایک آندھی تھی جو ان پر چل رہی تھی تو ایک قول یہ ہے کہ آندھی چلنی شروع ہوئی بدھ کے دن دوسرا قول یہ ہے کہ آندھی چلنی شروع ہوئی جمعہ کے دن تو جب یہ عذاب ان پر آیا تو اللہ رب العزت کہتے ہیں کہ ان کا حال کیا تھا؟ اگر آپ دیکھیں تو لوگوں کو اس میں اس طرح گرے مرے پڑے دیکھیں گے جیسے کھجوروں کے کھوکھلے تنے ہوں اب آپ دیکھ لیجئے کہ کھجوروں کے درختوں کے ایسے تنوں سے اس قوم کو اللہ تعالیٰ نے تشبیہ دی کہ جن کے سر الگ ہو چکے ہیں جب اس قوم نے یہ کہا کہ ہم پر عذاب کوئی نہیں آنے والا اور ہم اپنا آبائی دین نہیں چھوڑیں گے ہمیں کوئی نہیں مرنا توحید کا انکار، رسول کا انکار آخرت کا انکار تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ وہ قوم دنیا کی مضبوط ترین قوم اور قوی قوم لمبے قد والی مضبوط جسم والی اور ایسی اس کے اندر طاقت قوت شدت اور جبروت ان کے اندر تھا کہ وہ کہتے تھے ہم سے طاقت میں زیادہ کوئی ہے ؟ جیسے آج بھی کوئی عظیم طاقت یہ کہے جیسے روس نے بھی کہا تھا تو کیا ہوا؟ کہ خود ہی پاش پاش ہو گیا اصل عظیم طاقت تو اللہ تعالی کی ذات ہے اب آپ دیکھئے کہ کیسے ہوا؟ مکمل 7 راتیں اور 8 دن عذاب ان پر رہا کہتے ہیں کہ بادی تند تیز ہوا ایسے آتی تھی کہ آدمی کو اٹھاتی تھی ہوا میں فضا میں بلندی پر لے جاتی تھی پھر زور سے سر کے بل زمین پر پٹخ دیتی تھی کیونکہ اونچے اونچے گھر بناتے تھے اونچے ان کے قد تھے اور ان کے سروں کے اندر غرور اور کبر پایا جاتا تھا پھر زور سے سر کے بل زمین پر پٹخ دیتی جس سے اس کا دماغ پھٹ جاتا اور ٹوٹ جاتا اور بغیر سر کے ان کی لاشیں اس طرح زمین پر پڑی ہوتیں گویا کہ وہ کھجور کے کھوکھلے تنے ہیں جیسے دماغ جب پھٹ جائے تو اندر سے نکل جائے بھیجا بھی تو کھجور کا درخت اندر سے خالی ہو اور بعض مفسرین کیا کہتے ہیں کہ انہوں نے پہاڑوں میں غاروں میں بڑی بڑی مضبوط عمارتیں بنائی ہوئیں تھیں اندر سے کھود کھود کر تو جیسے اندر سے پہاڑ کھوکھلے تھے لیکن بڑے بڑے محل تھے ان کے سر ان کے جسم کھوکھلے ہوگئے انہوں نے پینے کیلیئے گہرے کنویں کھود رکھے تھے چونکہ مضبوط تھے باغات کی ان کے پاس بڑی کثرت تھی جب اللہ کا عذاب آیا تو کوئی چیز ان کے کام نہ آئی اور انہیں صفحہ ہستی سے مٹا کر رکھ دیا گیا اور اسی بات کو اللہ تعالی قرآن میں سورت القمر میں بھی کہتے ہیں **إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ(19) تَنزِعُ النَّاسَ كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنقَعِرٍ(20)** تو یہ تھا مسلسل عذاب جو ان پر بھیجا گیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری مدد مشرقی ہوا کے ذریعے کی گئی بادِ صبا کے ذریعے یعنی مشرقی ہوا اور عاد کو دبور مغربی ہوا

کے ذریعے تباہ کر دیا گیا جو مشرقی ہوا ہوتی ہے وہ کیا ہوتی ہے ؟اس کی وجہ سے بادل آتے ہیں درختوں میں پھل لگتا ہے اور وہ خیر لے کر آتی ہے مشرقی جو ہوا ہوتی ہے وہ یک طرفہ نہیں ہوتی لیکن یہ ہوا جو ان پر چلی یہ یک طرفہ تھی اکیلی تھی نہ اس ہوا سے بادل آئے نہ درختوں میں پھل پھول لگے اور کیا ہوا بانجھ تھی یہ ہوا کوئی فائدہ ان کو نہ ملا اور ٹوٹی پھوٹی تباہ حال تھی اور پھر ان کو بھی تباہ حال کر کے اللہ رب العزت نے رکھ دیا اچھا اس سے ہمارے لئے عمل کے لئے اصول کیا نکلتا ہے ہم سب کو کیا کرنا ہے اپنا محاسبہ کرنا ہے بار بار اللہ تعالی کونسی آیات کو بھیج رہے ہیں آیات ترجیع تو پہلا عمل کا یہ اصول نکلتا ہے ہمارے لئے کہ ہم توحید آخرت اور رسالت کا انکار نہ کریں اہل مکہ کے لئے بھی یہ عبرت تھی اور ہمارے لئے بھی تو ہم کیا کریں عقائد اپنے درست کریں

دوسرا اصول یہ نکلتا ہے کہ آباؤ اجداد کی اندھی تقلید کو چھوڑ دیں کیونکہ اس کا انجام بڑا خوفناک ہے اور تیسرا اصول یہ نکلتا ہے کہ اگر ہم جیسے دیکھیں کہ زور کی ہوا چل رہی ہے تو ہم آندھی کو جب دیکھیں تو اس سے عبرت حاصل کریں۔**مفہوم حدیث:** حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب تیز ہوا چلتی تو رسول اللہ ﷺ **دعا** کرتے **اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِهَا وَخَیْرِ مَا فِیْهَاوَخَیْرِمَا اُرْسِلَتْ بِهٖ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّمَا فِیْهَا وَشَرِّ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ اللہ** میں تجھ سے اس کی بھلائی مانگتا ہوں اور جو کچھ اس میں ہے اور جو خیر اس کے اندر ہے **وَخَیْرِمَا اُرْسِلَتْ بِهٖ** اور جو کچھ دے کر وہ بھیجی گئی ہے میں اس کی بھلائی مانگتا ہوں پھر اس کے ساتھ یہ آپ کہتے ہیں **وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّمَا فِیْهَا وَشَرِّ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ** اور میں اس کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور جو کچھ اس میں ہے اور جو کچھ وہ دے کر بھیجی گئی ہے اس کے شر سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں۔ **مفہوم حدیث.** پھر اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہے کہ جب آسمان پر بادل چھا جاتے تو نبی ﷺ **کا** چہرہ جو تھا وہ بدل جاتا متغیر ہو جاتا آپ کبھی باہر تشریف لے جاتے اور کبھی اندر تشریف لاتے بڑے پریشان ہوتے کبھی آتے کبھی جاتے جب بارش نازل ہو جاتی تو آپ کی پریشانی دور ہو جاتی اور آپ کی کیفیت جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے محسوس کی تو آپ سے پوچھا تو نبی ﷺ **نے** فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا شاید یہ وہی صورتحال ہو جیسے قوم عاد نے کہا تھا جب انہوں نے عذاب کو بادل کی طرح اپنی وادیوں کی طرف آتے ہوئے دیکھا یعنی بادل بن کر آرہا تھا عذاب تو بولے یہ بادل ہم پر بارش برسائے گا اور پھر ہوا کیا کہ بادلوں کے اندر تو ان کے لئے عذاب چھپاہوا تھا اور وہ قوم جو تھی وہ بادل دیکھ کر خوش ہو رہی تھی تو اس سے پھر عمل کا کیا اصول نکلتا ہے کہ ہمیں معیار انسانیت بنانے کی فکر کرنی چاہیے نہ کہ ہم معیار زندگی کو بلند کرنے کی فکر میں ڈوبے ہوئے ہیں اسی میں ہم سب مصروف ہیں تو ہمیں اپنی زندگیوں کا جائزہ لینا چاہیے اچھا پھر اس کے بعد ہمارا ایک عمل کا اصول یہ بھی ہے کہ میانہ روی اور اعتدال کا درس دیتا ہے اسلام ہم کو حضرت ھود علیہ السلام جو ہیں وہ کیا پیغام دیتے ہیں کہ قوم کے پاس پھلوں سے لدے ہوئے باغات تھےاس میں جاری چشمے تھے لہلہاتی کھیتیاں اللہ تعالیٰ نے مال کے ساتھ اولاد سے نوازا مضبوط قوی بنایا لمبے قد ان کو دیئے اب جب نعمتوں کی فراوانی ہوئی تو ان کو شکر کرنا چاہیئے تھا لیکن وہ عیش و عشرت میں ڈوب گئے اور بلند اور بالا عمارتیں بنانے لگے پہاڑوں کو تراش تراش کر جیسے آپ سوچیں کہ فرنیچر بھی ہوتا ہے تراش تراش کر بنایا ہوا اور یہ آسان نہیں ہوتا لکڑی کو تراش کر خوبصورت بنانا اسی طرح مضبوط پہاڑ ان کو تراش کر خوبصورت بنانا آسان نہیں ہوتا ایک تو یہ ہے کہ اینٹیں گارا مٹی کو جمع کیا اور گھر بنا لیا اور وہ کیا کرتے تھے پھر اس کے بعد وہ فخر کرتے تھے جو بناتے تھے اس پر فخر کرتے تھے تو رسول اللہ ﷺ **کی** اس بات کو یاد رکھنا چاہیے کہ اسراف اور تکبر سے بچتے ہوئے کیا بات **مفہوم حدیث** آپ نے فرمائی "جو چاہو کھاؤ پیو پہنو اور صدقہ کرو" تو ہمارے اندر میانہ روی ہونی چاہیے دکھاوا نہیں ہونا چاہیے اسراف نہیں ہونا چاہیے اور تکبر نہیں ہونا چاہیے اور پھر ہمیں یہ بھی پتہ چلتا ہے

کہ جرأت ایمانی ہونی چاہیے کہ حضرت ہود علیہ السلام جو ہیں وہ ان سے ڈرتے نہیں ہیں اور ان کو پیغام توحید کا دیتے چلے جاتے ہیں پھر اس طرح ایک عمل کا ہمیں اصول یہ بھی ملتا ہے سورت ہود میں آپ پڑھ چکیں۔ **إِنِّي تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ رَبِّي وَرَبِّكُم ۚ هود:** 56]
کہ اللہ پر وہ توکل کرتے ہیں اور ساتھ ہی وہ کیا کہتے ہیں **وَيَا قَوْمِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ** (52۔ سورت ہود) یا قومی اے میری قوم کے لوگو اسْتَغْفِرُوا. ہم بھی توبہ استغفار کریں تو اس سے کیا ہے گناہ معاف ہوں گے رزق میں ترقی ہوگی اور اس کے ساتھ قرب الہی کے حصول کا یہ اہم ذریعہ ہے تو بار بار جب اللہ تعالیٰ کہتے ہیں۔ **إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ.** تو ہمیں اللہ ان اکثر میں شامل نہ کرے **وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ** اور اللہ تعالیٰ غالب بھی ہے اور رحم کرنے والا بھی ہے کہتے ہیں کہ یہ قوم جس پر یہ عذاب آیا تو ان کے جو پہاڑ تھے یہ کھنڈر بن گئے صحرا بن گئے تو 1988صحرا کی ریت جب لی گئی تو اس کے اندر 35% مہلک زہر تھا یعنی اتنا زیادہ اس کا اثر تھا کہ لوگ وہاں پہ جا کر رہنا اور وہاں پہ زندگی بسر کرنا تو عرب کے لوگ اس سے ڈرتے ہیں اس سے دور رہنا چاہتے ہیں تو اصل بات کیا پتا چلتی ہے کہ جس جگہ اللہ کا عذاب آ جائے تو آپ سوچ لیں کہ پیارے رسول ﷺ **بھی** ایسی جگہوں سے صحابہ کو کیا کہتے تھے گزر جاؤ اور ان سے عبرت حاصل کرو تو اللہ تعالی ہم سب کو عمل کی توفیق دے
سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ نَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلاَّ اَنْتَ نَسْتَغْفِرُکَ وَنَتُوْبُ اِلَیْکَ